سالانہ قیمت ہے (تین روپیہ آٹھ آنہ)　　　کرسمس نمبر　　　رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے ایڈیٹر
رینو منزل - وارث روڈ) لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو - جے کلارک صاحب
ایم اے (ایمپرس روڈ - لاہور) مینجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینجر صاحب ہونا چاہیے۔
اور مضامین و اشتہارات
وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹر
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۰	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۲۲ دسمبر ۱۹۲۲ء	نمبر ۵۱

کرسمس مبارک ہو

رباعی

بادۂ عشق بجام است امشب　　نشۂ ذوقِ کلام است امشب
سخنِ شادیِ مولود نصیر　　خوش بخواں محفلِ عام است امشب

مسدس

میں تھا ظلمتکدۂ دہر میں باحسرت و یاس　　باعثِ جرم گنہ قیدیِ زندانِ ہراس
قطِ عصیاں سے نہ تھے میرے بجا ہوش و حواس　　رات دن فتنۂ ابلیس سے رہتا تھا اُداس
کثرتِ رنج سے تھی میری طبیعت ناساز
یک بیک کان میں ہاتف کی یہ آئی آواز

اُٹھ کہ پیدا ہوا دنیا میں شہنشاہِ امم　　مطلعِ مہرِ سخا منبعِ دریایِ کرم
ماحیِ نقشِ عنا دافعِ آزارِ الم　　جس کی تشریف سے عالم ہوا گلزارِ ارم
ہوگئی بادِ صبا سلسلہ جنبانِ نشاط
صفحۂ دہر ہوا صحنِ گلستانِ نشاط

صدفِ بحرِ محبت کا گہر آیا ہے　　شجرِ باغِ صداقت کا ثمر آیا ہے
برجِ ایمان و شفاعت کا قمر آیا ہے　　شاد ہو شاد کہ مریم کا پسر آیا ہے
عرش سے فرش پر اللہ کا پیارا اُترا
چرخ سے صفحۂ دنیا پہ ستارا اُترا

حُسن کے یہ مژدۂ جاں بخش میں بیدار ہوا　　کوئی جاناں کا دل و جاں سے طلبگار ہوا
جوشِ اُلفت سے جو میں طالبِ دیدار ہوا　　خود بخود جذبۂ دل کاشفِ اسرار ہوا
دیکھتا کیا ہوں کہ چرنی میں عیاں ہے خورشید
جس کے دیدار سے حاصل ہو حیاتِ جاوید

للّٰہ الحمد ہوا رشکِ سلیماں پیدا　　ہوگیا نورِ خدا صورتِ انساں پیدا
شبِ تاریک میں ہے نیّرِ تاباں پیدا　　عینِ ظلمت میں ہوا چشمۂ حیواں پیدا
آمدِ شاہدِ مقصود مبارک ہووے
سایۂ رحمتِ معبود مبارک ہووے

آج سلطانِ دوعالم کی ہے آمد آمد　　ساکنِ عرشِ معظم کی ہے آمد آمد
ہمدمِ روحِ مکرّم کی ہے آمد آمد　　ثمرِ عصمتِ مریم کی ہے آمد آمد
دردِ عصیاں کا مداوا نہ ہوا تھا سو ہوا
دلِ بیمار جو اچھا نہ ہوا تھا سو ہوا

دیکھکر حُسن ترا اے شہِ والا گوہر　　تجھ پہ کرتا ہے فدا عقدِ ثریا گوہر

ذات کو تیری کہوں کیوں نہ سراپا گوہر بھر دیئے تونے بدامانِ تمنا گوہر
جلوۂ حسنِ دل افروز دکھایا تونے
اہلِ نظارہ کو پروانہ بنایا تونے

تیرے چہرے سے ٹپکتا ہے جلالِ احدی تیرے عشاق ہیں مقبولِ جنابِ صمدی
فیض سے تیرے ہی ملتی ہے حیاتِ ابدی اے مسیحائے زماں ابنِ خدا مُحمد بیدی
اپنے دیدار سے جیسے کیا دلشاد مجھے
قیدِ عصیاں کے مصائب سے کر آزاد مجھے

میں گنہگار ہوں یا شافعِ محشر مدد دے آسماں بر سر بیداد ہے سرور مدد دے
اُمتِ عاصی و مظلوم کے یاور مدد دے جادۂ منزلتِ خلد کے رہبر مدد دے
بے کسوں اور غریبوں کا مددگار ہے تو
ایدۂ نازِ نصیرِ جگر افگار رہے تو

نصیر از کرنال

قصیدۂ ذو المطلعین

در تہنیتِ ولادتِ باسعادت شہزادہ بن داؤد ملقب بیسوع مسیح مسعود

از رشحِ قلم مولوی حشمت اللہ حشمت منشی فاضل شملوی

شب دریں عالمِ ایجاد چہ مہماں آمد
خاندانِ شرف از مقدمِ او زینت یافت
گلِ رُوی او کہ لاریب بہار آرائے است
مژدۂ تہنیت از عالمِ بالاست بگوش
چہ نشاط است دریں دہر کہ اللہ اللہ
جوش از فصلِ بہار است زہر سو بجہان
وہ چہ در ساعتِ مسعود در آغوشِ قدر
بخت و اقبال پس و پیشِ رکابش یکسر
نورِ پیشانی صبح است فروغِ رویش
مرحبا آمد و گشت مبارک بہ جہان
حبذا آمدی از اوجِ سماوات مسیحا
رفت از دہر نشانِ غم و اندوہ و گناہ
شکر بر شکر بگوئید کہ جاری شکر است

گز قدومش ہمہ کاشانہ گلستان آمد
کان رُخِ روشنِ او شمعِ شبستان آمد
در گلستانِ جہاں تازہ و خندان آمد
بزمِ شادی و طرب جملہ بسامان آمد
مشتری رقص کناں زہرہ غزلخوان آمد
شکر صد شکر کہ گل در چمنستان آمد
چوں مہ چاردہ از پردہ پنہان آمد
دست بر بستہ دواں آمد و خندان آمد
پرتوے زاں رُخِ مہرِ درخشان آمد
کز فروغِ رُخِ تو نور بہ دوران آمد
کہ بظلِ تو جہان خرم و نازان آمد
ایکہ تا ذاتِ تو در عالمِ امکان آمد
حمد بر حمد کہ احسان بر احسان آمد

طالعش شد بفلک گفت حفیظ است حفیظ
چشمِ خود کردجہان زان مہِ تاباں روشن
ذاتِ آں ابنِ خداوند کہ در عظمت و شان
طبع چوں فکرِ سخن کرد بمدحش ناگاہ

رفت بروش کہ آن در خور و شایان آمد
حبذا او نیز کہ در رتبہ چو سلطان آمد
بے عدیل است و عدیلش نہ بدوران آمد
از دو مصرع خودم مطلع چسپان آمد

مطلع دیگر

ایکہ تا ذاتِ تو در عالمِ امکان آمد
صبحِ اقبالِ تو آں روز کہ پیدا گردید
خانۂ ابنِ کرم از ذاتِ تو شد آباد ازاں
باچو تو، دعویِ بخشش بہ مواہب غلط است
گر شود تا تجاہل بکند فہم بگوے
قصرِ ذاتِ تو بلند است کہ بس مرغِ خیال
بوئے از خلقِ خوشِ تست بہادر وے
نورِ خورشید زنخت دیدۂ حاسد خفاش
داد را ہر گلِ افشانیِ بزمت رضوان
از پئے تہنیت اینک بفرستم ہیئت
بلبلم نغمہ فقط در چمنِ مدحِ تو کرد
تو غنی و گدا از تو توانگر گردد
حشمت آہنگِ دعا سازد و بکن قطعِ کلام
تا بگوئید دریں کارگہِ کُن فیکون

سر بسر کارِ جہان جملہ بسامان آمد
شامِ ادبار در آفاق بہ پنہان آمد
بحر و کان لیک ز دستِ تو بہ بیران آمد
قطرہ در جو و کجا ہمسرِ عمان آمد
کے سُہا در برِ خورشید نمایان آمد
بر سرِ خیمِ رہش باز زطیران آمد
آن نسیمے کہ ز اطرافِ گلستان آمد
کور گردید و چون سایہ گران جان آمد
از گلستانِ جنان باگل و ریحان آمد
این ہدایا کہ بصد زینت و سامان آمد
ورنہ کے برگِ گلِ بر شاخِ بدستان آمد
آز در عہدِ تو مستغنیِ دوران آمد
این نہ را ہے کہ تواں گفت بپایان آمد
شبِ تاریک شد و روزِ درخشان آمد

روز و شب بر ہمہ کس باز کن ابوابِ کرم
گرچہ رحمِ تو برون از حد و پایان آمد

رباعیات عامہ

۱
بنیت ہے چمن میں آج طاری کس کی
نرگس متحیر ہے، تو غنچے خاموش
دیتی ہے خبر بادِ بہاری کس کی
گلشن میں یہ آتی ہے سواری کس کی

۲
پھولوں پہ عجب تازگی آئی ہے۔
آتا ہے شہ گلِ چمنِ ہستی میں
سبزہ کی طبیعت آج لہرائی ہے
مژدہ یہ نسیمِ سحری لائی ہے

۳
لالہ و گل و سمن میں وہ آتے ہیں۔
یہ اُودی گھٹائیں یہ ہوائیں ٹھنڈی سی
پھولوں کی انجمن میں وہ آتے ہیں
دیتی ہیں خبر چمن میں وہ آتے ہیں۔

۴
فرحت کی نہ ہو کیوں دل و جاں میں آمد
اب رہائی ملجائیگی عصیاں سے ہمیں
سنتے ہیں بہار کی خزاں میں آمد
ہے منجیٔ عالم کی جہاں میں آمد۔



نور افشاں

مطبوعہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء

ایڈیٹوریل سٹاف کی طرف سے مبارکباد

نور افشاں کے ایڈیٹوریل سٹاف کی طرف سے جملہ خریداروں مضمون نگاروں۔ دوستوں اور مددگاروں کو ولادت مسیح کی عید کی مبارکباد کہی جاتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند مسیح کی آمد کی خوشی سے نور افشاں کے ہوا خواہوں کی زندگی معمور رہے۔ اُن کی خوشی نور افشاں کے اوراق میں ظہور و نمائش پاتی رہے۔ آؤ ہم اس سال سب ملکر نور افشاں کو زیادہ مسیح نما بنائیں

نور افشاں کا کرسمس نمبر اس سال اپنی معمولی صورت و شکل میں نکلا ہے۔ اس کے ایک نمبر کے دو صفحوں کی سنہری جھلک بھی اُڑ گئی۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ نور افشاں کے کرسمس نمبر کے تمام مضامین سنہلے نہیں ہو سکتے تھے ایک دو نظموں کا سنہلا چھاپنا دوسروں کی پست ہمتی کا باعث ہوتا تھا۔ حالانکہ اُن کے مضامین بھی آب زر سے لکھنے کے لائق تھے۔ یہ بات مناسب سمجھی گئی کہ چونکہ کرسمس نمبر کے قریباً تمام مضامین ہندوستان کے تمام مسیحیوں کی خوشی کے اظہار کی نمائندگی کرنے والے ہیں اس لئے ان کو ایک ہی رنگ میں شائع ہونا چاہئے۔ قدردان اصحاب خود کرسمس نمبر کے مضامین اور نظموں سے اُن کو پہچان لینگے جنہوں نے اپنے کلام معجز نظام میں جملہ مسیحیوں کی خوشی کے جذبات و خیالات کو ظاہر فرمایا ہے

ایڈیٹر

عید المیلاد

از قلم مولوی حشمت اللہ قریشی منشی فاضل شملہ کارٹ روڈ

معزز و محترم ناظرین نور افشاں لاہور!

جب طلوع ہو کر صبح شب تار کا بدلا
اور رنگ چمن میں گل و گلزار کا بدلا
شبنم نے گہر فرش کئے خاک کے اوپر
اور تارے لگے ڈوبنے افلاک کے اوپر
چلنے کو بہم آنکھ لگے مارنے سارے
اور چاند پہ جانوں کو لگے وارنے سارے
آئی جو صبا لوٹ کے نسرین و سمن میں
انگڑائیاں لینے لگیں شاخیں بھی چمن میں
لی صبح کے پہلو میں اُدھر رات نے کروٹ
لی خاک پہ یاں مست خرابات نے کروٹ
ہشیار ہوا نالۂ مرغان سحر سے
اور وقت سحر نکلا ہوا کھانے کو گھر سے
تا فیض سحر سے ہو دل زار شگفتہ
اور ہو کوئی دم جان پر آزار شگفتہ

دیکھا کہ

زمین پر سے اک نور تا آسمان ہے۔ فرحناک روح، دل شادمان ہے۔ عجب فصل بہار ہے غنچۂ صبح کھل کھلا رہا ہے۔ صبح کا سہانا وقت اور نسیم طرب انگیز و عنبر بار پیشرو قافلۂ بہار ہے۔ اللہ اللہ کیا روح افزا بہار ہے۔ جس طرف دیکھو زعفران زار ہے۔ بہار کا وہ جوش ہے کہ ساقی تک مدہوش ہے۔ گلزار و بوستان نہیں کہ جنت کے چمن۔ فردوسی آ جائے تو گلچیں ہو جائے۔ رضوان دیکھے تو شرما جائے۔ فلک بساتین پر نقش آذری ہے۔ اور فرش زمین پر زمردی و خستری اور رجھائے چمن پر زہرہ و مشتری ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی ٹھکرن۔ باد بہاری کے جھونکے سنسنن۔ باد مسرت انگیز اور غالیہ ریز

[illegible] آفتاب حقیقی ترزین رضوان کی [illegible] گلی خاکدان میں خلاق عالم نے ختن و تاتار بسایا ہے۔ یا اُس صانع مطلق نے اپنی قدرت کاملہ سے فرش خاکی پر عطر ڈھایا ہے۔ یا باد صبا کی کارگزاری ہے۔ بالعقل رودان باغ اور قبائل چمن کی مشکبادی ہے۔ سبزے کی لہک۔ گلوں کی دمک۔ غنچوں کا چٹکنا۔ پھولوں کا مہکنا۔ شاخ گل کی کج ادائی۔ سنبل کی آشفتگی۔ گلوں کی رعنائی۔ نوزدیدہ نگاہوں سے نرگس شہلا کی نظارہ بازی۔ زبان حال سے سوسن کی زبان درازی۔ شاخ گل کا مستانہ وار جھومنا۔ اشجار پُر میوہ کا زمین کو بار بار چومنا۔ سنبل کی سیہ مستی۔ نرگس کی جام پرستی۔ نونہالان چمن کے ہاتھوں میں پھولوں کے جام جیسے رندان مے آشام۔ منقار بلبل نغمہ خیز۔ نائے موسیقار ترانہ ریز۔ طوطی کی خوش بیانی۔ عنادل کی غزلخوانی۔ کوئل کی کوکو۔ قمری کا نعرہ حق سرّہ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازاں ہیں اپنے جوبن پر

عنادل جوش مسرت میں بے پر کی اُڑا رہے ہیں۔ غنچۂ گل حسن سنکر زیر لب مسکرا رہے ہیں۔ شبنم کے قطرے ہرے ہرے پتوں پر اس طرح نمودار ہیں جیسے کسی سبزۂ گلگوں کے ہاتھ میں لآلی آبدار ہیں۔ عذار گل پر شبنم آبدار موتی نثار نہیں کر گئی۔ بلکہ حق یہ ہے کہ گرمی حسن سے اُن کے رخسار پر عرق آگیا ہے۔ درخت پھولے پھلے سرو سہی سانچے میں ڈھلے۔ نسرین و نسترن کا حسن بے عیب و داغ۔ نرگس و گل چمنستان کے چشم و چراغ۔ بیساختہ زبان سے نکلا کہ فانظر و الی آثار رحمة اللہ کیف یحیی الارض بعد موتہا۔

الغرض آج کچھ عجب سماں ہے۔ ہر طرف اور شش جہت خوشی کا ڈنکا بج رہا ہے۔ موزیکان عالم سے خوشی و بہجت کے تار گونج رہے ہیں۔ در و دیوار سے آثار مسرت

ہوئے ہیں۔ بجیوں نہ ہو آج سلطان السلاطین۔ مقتدائے اولین و آخرین۔ سید المرسلین شفیع المذنبین۔ خالق ارض وسما۔ عکس ذاتِ خدا۔ فرزندِ موجودات وکائنات۔ مالک حیات وممات۔ قائدِ حقیقی۔ آیت ربی۔ شہ ہردو جہان۔ کلمہ خدائے قادر ویزدان کے مجسم ہونے کا ایسا مبارک ومسعود دن ہے کہ جس پر لاکھوں کروڑوں عیدیں نثار وقربان ہیں۔ آج وہ دن ہے کہ خاطی وعاصی انسان کو اُن کے زیابئم الانفس وحل وخلابِ عصیان سے اور گمراہانِ شارعِ شریعت ومعتکفان مزبلۂ طبیعت اور اسیرانِ ربقۂ وحبلِ آثام کو اُن کے خبائثِ باطن و قبائحِ سریت وغوائیت سے رستگاری کا اشتہار دیا گیا۔ اور زمین وآسمان پر جلائلِ عنایات الٰہی وجزائلِ عطایائے نامتناہی کا ڈھنڈورہ پیٹا گیا اور مراحم ومناعمِ ربانی کے خزائن جو انسانی گناہ کے باعث جلبابِ اختفا ونقاب عدم میں مختفی ومحتجب اور متواری تھے کھول دیئے گئے اور **سلامتی کا شہزادہ** منجانب اللہ صلح اور میل اور مغفرت کی بشارت عاصی پر معاصی انسان کے لئے بوسیلۂ تجسیم خود لایا۔ جو کہ مورثِ انشراحِ خاطرِ مومنین وباعثِ ارشیاحِ باطنِ مقتدین ہوئی۔ ہاں آج کے دن ایک ایسی فقید المثل شخصیت حواس اور زمانہ کی قید میں آئی۔ جو ازل سے موجود تھی۔ خدا کا **لوگس** جسم میں ظاہر ہوا باپ نے اپنے بیٹے کو ایک عورت کی وساطت سے بھیجا۔ لیکن بیٹا بھیجے جانے سے پیشتر موجود تھا۔ اُس کی موجودگی دنیا کی خلقت سے شروع نہیں ہوئی۔ کیونکہ ابتدا (آرخے) میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ اور کل کائینات وموجودات اسی کلمہ کے وسیلہ سے پیدا ہوئی۔ تجسم سے پیشتر خدا اور انسان کے درمیان ایک بڑی دیوار تھی۔ اور وہ دیوار گناہ کی تھی۔ جس کے سبب سے بنی آدم اپنے آپ کو کامل قدسیت سے علیحدہ دیکھتے تھے۔ لیکن کلمتہ اللہ کے تجسم نے خالق اور مخلوق کو دوبارہ ایک کر دیا اور درمیانی دیوار گرا دی۔ اب زمین اور آسمان میں ایمان دار کے لئے کوئی فرق باقی نہ رہا۔ ایک پہلو سے مسیح باپ کے ساتھ ایک ہی ماہیت رکھتا ہے اور وہ حقیقی اور ازلی خدا ہے اور دوسرے پہلو سے وہ حقیقی انسان تھا۔ اُس انسانیت کے باعث جو اُس نے کنواری مریم سے حاصل کی۔ اِس طرح اُس نے انسانی جسم اور انسانی رُوح کو ہمیشہ کے لئے خدا کے ساتھ ملا دیا۔ اپنی انسانیت کے ذریعہ سے وہ اب تک اور ہمیشہ بنی آدم پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ وہ انسان ہو کر خدا کے حضور بنی آدم کے لئے سفارش اور شفاعت کرتا ہے۔ یوں خدا اور انسان کے درمیان ایک درمیانی وکیل وشفیع ہے۔ اپنی انسانیت میں وہ خالق اور مخلوق کے درمیان وکالت کرتا ہے۔ وہ گنہگاروں کا شفیع ہے۔ لیکن چونکہ وہ خدا ہے اس لئے اُس کی شفاعت کامل طور پر کارگر ہے۔ اگر وہ انسان نہ ہوتا تو خدا کے حضور ہمارا کوئی ہم جنس شفیع نہ ہوتا۔ وہ شفاعت کرتا ہوا نہ صرف باپ کی گود میں ہے۔ بلکہ بنی آدم کے ساتھ بہت ہی قریبی رشتہ رکھتا ہے۔ اس نے فی الحقیقت انسانیت اور اُلوہیت کو مربوط کر دیا۔ یہ سب کچھ نہ ہو سکتا۔ اگر وہ کنواری مریم کے ذریعہ سے انسانی حدود میں نہ آجاتا۔

نظم

نعت میں تیری اے شہِ کونین
زینتِ نظم نکتہ قوسین۔

اوّلیں قوس ہے۔ الوہیت
دومیں قوس ہے۔ عبُودیت

ان ہی دو سے بنا یہ یونیورس
احدیت کا ہے جو کہ اعلیٰ درس

دونوں قوسوں میں نقطہ اعلیٰ
قَابَ قَوسَین بلکہ اَو اَدنےٰ

واصلِ حق شمائل انساں
واسطہ میانِ آدم ویزداں

اُن کی دنیا میں جب ہوئی تولید
نکلا ظلمت کدہ میں اِک خورشید

ظُلمتِ ذنب ہو گئی کافور
نُور تھے نُور تھے وہ نُور النُّور

نُور ازل ہیں۔ نُور یزداں ہیں۔
مقصدِ دین وجانِ ایمان ہیں۔

ہادیٔ گمرہاں مسیحا ہیں
قائدِ عاصیاں مسیحا ہیں۔

نام اُن کا زباں پہ لاتا ہوں
نعمتیں دوجہاں کی پاتا ہوں

اَے مسیح اَے کریم اے محمُود
اَے حبیب اَے بشیر اَے مسعُود

کلمۂ حق سُنا دیا تو نے
نقشِ باطل مٹا دیا تو نے

رہنماؤں کا رہنما ہے تو
حق تو یہ ہے کہ حق نما ہے تو

زینتِ بزمِ حُرمتِ انساں
رحمت عالمیں و عالمیاں

افضل الناس۔ کلمۂ رحمان
ہیں سراپا وہ رحمت یزدان

آمد اندر جہانِ جاں ہرکس
جان جاناں مسیح آمد وبس

متن وشرحِ صحیفۂ عالم
تیرے منت کش اَے شفیع اُمم

اپنے حشمت سے پوچھ کیا ہے تو
بخدا۔ خود خدا نما ہے تُو

کرسمس ڈے کی خوشیوں کی سب سے اعلیٰ وجہ یہی ہے کہ آج کے دن صدر نشینِ بساطِ قُرب کی ابِ قوسین

آؤ آؤ سنے وراہنمائے صراطِ مستقیم یعنی المسیح الامید

جو کلمہ ازلی تھا اور خود خدا تھا ارضی اموات قلوب دل مُردگانِ ادیانِ مختلفہ کو زندگی بخشنے کے لئے اس دنیا میں آیا اور یوں خدا انسان کے ساتھ ہو گیا۔ خدا تو ہمیشہ سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ لیکن مسیح میں ہو کر اب اُس کی حضوری کی اور ہی کیفیت ہے۔ مسیح کی پیدایش کے دن سے زمین اور آسمان کا تعلق بہت ہی قریبی ہو گیا۔ مسیح کے ساتھ مل جانا خدا کے ساتھ مل جانا ہے اور یہ ملاپ خدا کی بادشاہت کی بنیاد ہے۔ جس کا بانی مسیح خداوند ہے روحانی اور اخلاقی دولت کے اس بے بہا خزانے کا جو مسیح کی پیدایش کے دن سے نوعِ انسانی کے ہاتھ لگا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اس حکمت۔ راستبازی۔ تقدیس اور تجدید کا جو انسانیت کو اُس کی پیدائش سے حاصل ہوئی کون کامل طور سے اندازہ کر سکتا ہے؟

خدا نے انسان کا جامہ اختیار کرنے سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ہماری صورت سے بیزار اور متنفر نہیں ہے۔ بلکہ ہم سے نہایت درجہ محبت رکھتا ہے۔ جب وہ پیدا ہوا تو خدا کے فرشتوں نے آسمان پر خوشی منائی۔ اور حمد کے گیت گائے۔ فرشتے نے گڈریوں کو پیغام دیا کہ دیکھو میں بڑی خوشی کی خبر دیتا ہوں۔ کہ آج تمہارے لئے ایک نجات دہندہ پیدا ہوا۔

آؤ آج کے دن آسمانی فرشتوں کے ساتھ مل کر گیت گائیں۔ کیونکہ آج ہی کے دن ہمارا حقیقی نجات دہندہ خدا کی بے پایاں محبت کو اپنے دل میں لئے ہوئے ہمارے پاس آیا ہے۔ خوش ہو اور خوشی کرو۔ اے تم سب جو مسیح خداوند کو اپنی رُوح کا خداوند اور نجات دہندہ مان چکے ہو اور آسمانی فرشتوں کے ہمداستان ہو کر کہو کہ خدا کو آسمان پر جلال اور زمین پر سلامتی اور آدمیوں سے رضامندی ہووے۔ فقط

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے ÷

عید ولادت

ہے زمیں پر آمد شہزادۂ گردوں نشیں
خیر مقدم کے لئے آئیں سلاطینِ زمیں

پہلوؤں میں اپنے جا دیگے اُسے کُل اہلِ دیں
عرش ہے جو نی میں بیٹھے کو قلوب المؤمنیں

چشمِ ظاہر بیں میں گو پیکر ہے یہ بگڑی ہوئی
وہ بنی آدم سے ہے پھر بھی زیادہ تر حسیں

شہد کے ٹپکوں سے شیریں تر ہو اُس کی گفتگو
لطف کا ہونٹھوں میں اسکے پُر ہو خالص انگبیں

آسمانوں میں کہاں گنجایش اُس کے جلوہ کی
پاؤں کی چوکی ہے اُس کا تختۂ عرش بریں

گو نبی کہتا ہے اُس کو خوردتر امصار میں
بلدۂ داؤد ہے غیرت دہِ صد روم و چیں

ذرہ ہائے زیر پا یہ انجم افلاک ہیں
نقش پائے پاک پر مہر ہیں ملتے جبیں

تاج کانٹوں کا اسی کے سر پہ رکھا جائے حیف
برگِ گل سے بھی کفِ پا جس کے ہوں نازک تریں

سرلیا بارِ صلیب اُس نے ہمارے واسطے
کرتے ہیں جس پر نزاکت اپنی صد قند نازنیں

صورتِ گلشن بجے ہیں قصبہ و دیہات و شہر
آج ہے آوارہ گردِ دشت شیطانِ لعیں

پاؤں کے نیچے نہ سوجھے جس کو ہے وہ چشم کور
دیکھنی ہے اس کو اعلیٰ تر نگاہیں دور بیں

واہ کیا پُرلطف تھا میداں دمِ تولید پاک
تھے ملایک نغمہ خواں اور تھے گذرتے سامعیں

خوشتر اس سے اور ہوگی کون ساعت اس گھڑی
ہو گیا عشرتکدہ ہر اک دلِ اندوہگیں۔

چشم ایماں سے اُنہیں کی طرح ہم ہیں دیکھتے
تابعیں سب شاد تھے اب خوش ہیں تبع تابعیں

ہو مبارک یہ بڑا دن ہم سبھوں کے واسطے
کاش ہو آئینۂ دل میں وہ صورت جاگزیں

ہے سر فہ مختلف عیسائیوں میں اب ہومیل
سال بھر کے دُور ہوں دل سے عناد و بغض و کیں

۲۷۲۶ – ۸۰۰ = ۱۹۲۳

چشم وحدت بیں سے منت دیکھتا ہوں آج میں
ایک ہیں مرد و زن و پیر و جواں طفل و جنیں

کیدارنا تھ منت بسکینہ ۔ گمز اجپوری ۔ آرکا نپور

مخمس

دوستو آج ہے عیسیٰ زماں کی آمد
مالکِ ارض و سما شاہِ شہاں کی آمد
آج ہے راہبرِ گم شدگاں کی آمد
مایۂ صبر و سکوں راحتِ جاں کی آمد
آج ہے یار و مسیحائی جہاں کی آمد

سارے عالم کو بڑا دن یہ مبارک ہو
نسلِ آدم کو بڑا دن یہ مبارک ہو
بیکساں ہم کو بڑا دن یہ مبارک ہو
دلِ پُرغم کو بڑا دن یہ مبارک ہو
آج ہے یار و مسیحائی جہاں کی آمد

دل و جاں جس پہ ہو قربان ہُوا ہے پیدا
زخمِ پُر درد کا بلسان ہُوا ہے پیدا
دین و ایماں کا نگہباں ہُوا ہے پیدا
گم شدہ بھیڑوں کا چوپان ہُوا ہے پیدا
آج ہے یار و مسیحائی جہاں کی آمد

اُس کی قدرت سے مریضوں کو شفا ہوتی ہے
اُس کی رحمت سے معافی بھی عطا ہوتی ہے
اُس کی فرقت سے نصیب آہ و بکا ہوتی ہے
اُس کی قربت سے ملاقات خدا ہوتی ہے
آج ہے یار و مسیحائی جہاں کی آمد

آج ہے یارِ [illegible]

آج ہے حامیِ [illegible]

آج ہے شافعِ محشر کی مبارک آمد

آج ہے ساقیِ کوثر کی مبارک آمد

آج ہے یارو مسیحائیِ جہاں کی آمد

ہوں گنہگارِ جہاں شاد کہ عیسیٰ آیا

ہوں مریضانِ زماں شاد کہ عیسیٰ آیا

شاد قیدی ہوں کہ اب یارِ اُسارٰی آیا

جانبِ حق سے ترحم کا اشارا آیا

آج ہے یارو مسیحائیِ جہاں کی آمد

عابدو مژدہ کہ فرزندِ خدا آیا ہے

واعظو مژدہ کہ مضمونِ ہدا آیا ہے

شاعرو مژدہ کہ شہِ ارض و سما آیا ہے

عاشقو مژدہ کہ اک ماہ لقا آیا ہے

آج ہے یارو مسیحائیِ جہاں کی آمد

غیرتِ یوسفِ کنعاں جہاں میں آیا

باعثِ رشکِ حسیناں جہاں میں آیا

باعثِ فخرِ رسولاں جہاں میں آیا

موجبِ ذلّتِ شیطان جہاں میں آیا

آج ہے یارو مسیحائیِ جہاں کی آمد

اُس کا سودا نہ ہو جس سر میں وہ سر ہی نہیں

رنگ و بو اُس کی نہ ہو جس میں گُلِ تر ہی نہیں

ہے یہی قول عزیزؔ اور تو رہبر ہی نہیں

اُس کا پیرو جو ہوا اُس کو تو کچھ ڈر ہی نہیں

آج ہے یارو مسیحائیِ جہاں کی آمد

خاکسار ایم۔ ایس۔ ناتھ۔ عزیزؔ۔

رباعی صبر

روبن و یوسف و اشکار یہودا لاوی

دان شمعون جد بنیمین و نفتالی

صبر زبلون بزرگ اور فقط آشر

بس یہی بارہ گھرانے ہیں جہاں کے بانی

ایک مسرت کی کا جشن

ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا [illegible]

ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔

سلطنت اُس کے کاندھے پر ہوگی

وہ اس نام سے کہلاتا ہے۔

عجیب۔ مشیر۔ خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شہزادہ۔ یسع ۹-۶۔

فرزندِ نرینہ کی خوشی۔ غریب و امیر شاہ و گدا کے ہاں یکساں ہے۔ فرق صرف خوشی کی شان میں ہوتا ہے۔ خوشی میں کوئی فرق نہیں۔ زید کے گھر بیٹا ہو تو اُس کی خوشی اگرچہ زید غریب ہی ہے۔ نہ صرف اُس کے گھر کی چار دیواری کے اندر محدود ہے مگر اُس کے دوست عزیز۔ رشتہ دار بلکہ ہمسائے بھی خوش ہوتے اور زید کی خوشی میں شامل ہوتے ہیں۔

مشرقی ممالک میں قاعدہ ہے کہ بیٹے کی پیدائش کے وقت نجومی زائچہ کھینچتے اور جنم پتری بناتے ہیں جس میں نوزاد بچہ کے مستقبل کی پیشینگوئی کی جاتی ہے کہ بچہ کیسا ہوگا۔ اس کی تقدیر میں کیا کیا لکھا ہے۔ اس کی پیشانی کی تحریر کے مطابق اس کی زندگی میں کیا کیا واقعات و حالات پیش آوینگے۔ اُسی وقت اُس کا نام بھی نجومی تجویز کر کے رکھتے ہیں۔ جو لڑکا ہمارے واسطے تولد ہوا۔ جو فرزند نرینہ ہمیں بخشا گیا۔ الہام ربانی سے اُس کا زائچہ اور جنم پتری اُس کی پیدائش سے قریباً ساڑھے سات سو برس پیشتر شاہی خاندان کے الٰہی منجم یسعیاہ نے یوں تحریر کی ہے۔

اول۔ وہ لڑکا وہ فرزند نرینہ جو ہمیں بخشا گیا۔ وہ بادشاہ ہوگا۔ ہم غریبوں کے واسطے اس سے بڑھکر کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ ہم کو بادشاہ بیٹا بخشا گیا۔ سلطنت کا مالک۔ کیونکہ سلطنت اُس کے کاندھے پر ہوگی ہم سلطنت کے وارث ہوگئے۔ ہم غریب و کنگال۔ بیکس و نادار جو کس مپرسی کی حالت میں پڑے تھے اُس بیٹے کی بدولت سلطنت

[illegible] ہیں۔ دوم۔ عجیب جوتشی نام بھی تجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ اس لڑکے کے نام بھی منجم یسعیاہ نے تجویز کر کے ہم کو بتا دیا۔ اس مولود مبارک کے کام کے لحاظ اور ذاتی صفات کی وجہ سے کئی ایک نام رکھے گئے۔ ان ناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شان کا فرزند عالم میں دوسرا نہیں ہوا۔

الف۔ عجیب۔ عجیب نام ہے۔ واقعی یہ فرزند ہونہار چند عجیب و غریب ہے۔

پیدائش عجیب۔ پاک دامن کنواری سے پیدا ہوا عالم میں اس کی نظیر نہیں۔ اسی جوتشی نے ہم کو اس عجیب لڑکے کی عجیب پیدائش کی بھی خبر دے دی تھی۔ کہ ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی۔ سو ہم معلوم کرتے ہیں اور جبرائیل کو دیکھتے ہیں جو ناصرت کی بتولہ مریم کے ہاں جا کر اُس عجیب فرزند کے تولد کی بشارت دیتا ہے۔ یہ بتولہ حضرت داؤد کے خاندان کی پاک دامن شہزادی ہے اس شہزادی کے ہاں شہزادہ عمانوایل پیدا ہوتا ہے۔ جس کی نسبت حضرت جبرائیل بتولہ کو یوں بشارت دیتے ہیں۔ خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کریگا اور اس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا۔

جائے پیدائش عجیب۔ مقدسہ مریم ایک غریب خاتون ہے۔ اُس کو بشارت اس عجیب بچہ کی ناصرت میں ملتی مگر اُس کی پیدائش بیت اللحم میں بحالت مسافرت ہوتی ہے۔ غربت کے سبب رہنے کو کوئی جگہ نہیں ملتی۔ مسافروں کی کثرت بیت اللحم میں اس قدر ہے کہ سرائے میں جگہ نہ دارد۔ اصطبل میں ایک چرنی مل گئی ہے۔ یہ شہزادہ جس کی سلطنت ابدی ہے وہ چرنی میں پیدا ہوتا ہے اس سے بڑھکر ایک شہزادہ کے لئے جائے پیدائش کیا عجیب ہو سکتی ہے۔



کاموں کے سبب عجیب۔ کیسے کیسے عجیب معجزات کئے۔ اس موقع پر ان کاموں اور معجزات کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

تعلیم عجیب۔ لاثانی تعلیم ہے۔ جس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں مل سکتی۔ ممکن ہے کہ صداقت کی بعض شعاعیں دیگر مذاہب میں بھی پائی جاویں۔ مگر آفتاب صداقت کی پوری شان اس عجیب فرزند کی تعلیم میں پائی جاتی ہے جو بالکل عجیب ہے۔ دشمن بھی کہتے تھے کہ انسان نے کبھی ایسا کلام نہیں کیا۔

موت وقیامت۔ ہر دو عجیب۔ ایسی موت کی نظیر بھی کوئی نہیں۔ پھر زندہ ہونا یہ اور بھی عجیب ہے۔ غرضیکہ یہ نام جو اُس کو جوتشی نے دیا نہایت موزوں اور مناسب نام ہے۔

ب۔ مشیر۔ یعنے صلاحکار۔ وزیر بادشاہ کے واسطے دانا وزیر و صلاحکار کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس پر انتظام سلطنت کا مدار ہوتا ہے۔ یہ عجیب فرزند خدا کا مشیر ہے۔ اسی سے خدا کی سلطنت کا قیام ہے۔ یہی باعث موجودات ہے۔ اسی سے عالمین کا ظہور ہے۔ اُسی کی قدرت سے سب کچھ قائم ہے۔ وہی سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ جہاں یہ مشیر پہنچتا ہے وہیں خدا کی بادشاہی قائم ہو جاتی ہے۔ خدا اور انسان کے درمیان میل کروانے والا یہی ہے۔ اس لئے اس کا نام مشیر ہے۔

ج۔ خدا ہی قادر۔ یہ لڑکا ذات باری رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ وہ خدا میں سے نکلکر دنیا میں آیا۔ وہ خدا کی صورت۔ خدا کی قدرت۔ خدا کی حکمت ہے۔ وہ اور خدا ایک ہی ہیں۔ اس شہزادہ کا دیدار ذات باری کا دیدار ہے۔ جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ آج اس شہزادہ کے جنم دن کے منانے والے مبارک ہیں اور اُن کی خوشی کی کوئی حد نہ ہوگی کیونکہ خدا ہی قادر اُن کے درمیان ہے اور وہ خدا کا دیدار کر رہے ہیں۔ عجیب شان ہے۔ عمانوایل ہمارے درمیان ہے۔

د۔ ابدیت کا باپ۔ ایک شہزادہ خدا ہی قادر ہے اور وہ ابدیت کا باپ ہے۔ کیسا عجیب نام ہے۔ یہ فرزند نرینہ ازلی اور ابدی ہے۔ اس کے برسوں کی انتہا نہیں۔ دُنیا میں بڑے بڑے نامور سلاطین کے ہاں نامور شہزادے پیدا ہوئے جنہوں نے بڑے بڑے نام پیدا کئے۔ مگر آخر کو موت کا لقمہ ہو گئے۔ اُن کے نام و کام اُن کے ساتھ ختم ہو گئے۔ اُن کی پیدایش کے ساتھ اُن کے ذائچہ میں فنا کا لفظ مرقوم ہوتا ہے۔ مگر یہ شہزادہ ابدیت کا باپ ہے۔ اس کو فنا نہیں۔ یسوع مسیح آج اور کل اور ابد تک یکساں ہے۔ دُنیا کے فرزندوں کے جنم دن اُن کی پیدایش کی تاریخ پر اُن کی زندگی میں منائے جاتے ہیں۔ موت پر اُن کا جنم دن ختم ہوتا ہے۔ مگر اس شہزادے کا جنم دن ابد تک ہے۔ کیونکہ سدا زندہ ہے۔ وہ ابدیت کا باپ ہے۔ گویا ابدیت اُسی کی وجہ سے ہے۔

ہ۔ سلامتی کا شہزادہ۔ یہ وہی سلامتی کا شہزادہ ہے۔ جس کی یعقوب ابن اضحاق ابن ابراہیم نے خبر دی تھی۔ کہ یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا۔ اور نہ حاکم اُس کے پاؤں سے جاتا رہیگا۔ جبتک کہ سیلا نہ آوے۔ اسی کی یہودی ہر زمانہ میں انتظار کرتے رہے وہ شاہ سالیم اور ملک صدق ہے۔

آج جس لڑکے کے جنم دن کی خوشی منائی جا رہی ہے۔ دوست دشمن اس میں حصہ لے رہے ہیں یہ وہ شہزادہ ہے جس کا نام عجیب مشیر خدا ہی قادر۔ ابدیت کا باپ اور سلامتی کا شہزادہ ہے۔ یہ سلامتی ان سب کے واسطے جو اُسے قبول کرتے ہیں۔ مبارک ہووے آپ سب کو کیونکہ:-

ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا

ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔

واعظ

قربان کیوں نہ جائیے پروردگار کے

اکلوتا بیٹا بخش دیا مارے پیار کے

خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ عزیز ناظرین جب میں پاک کلام میں یہ آیت پڑھتا تھا کہ تو اپنے بیٹوں سے پلوٹھا مجھے دیجیو۔ خروج ۲۲: ۲۹ تو قدرتی طور پر میرے دل میں یہ سوال گذرتا تھا کہ جس شخص کے ایک ہی بیٹا ہو وہ اس حکم پر کس طرح عمل کر سکتا ہے؟

مگر جب میں نے اسموئیل کے ۱: ۱۱ آیت میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ایک عورت مسماۃ حنہ نے خداوند سے یہ منت مانی کہ اگر تو اپنی لونڈی کو فرزند نرینہ بخشے تو میں اسے خداوند کے لئے نذر گذرانونگی پھر اسی باب کی ۲۸ ویں آیت میں یہ پڑھا کہ سو میں نے بھی اُسے خداوند کو عاریت دیا یا بخشا۔ تا کہ ساری عمر خداوند کا ہو اسی کے ساتھ جب یاد آیا کہ جس وقت خداوند نے ایمانداروں کے باپ ابراہیم سے وعدہ کیا کہ تو بہت قوموں کا باپ ہوگا۔ پیدائش ۱۷: ۴ اور اس کے جواب میں اُس نے کہا کہ کیا سو برس کے مرد کو بیٹا ہوگا اور کیا سرہ جو نوے برس کی ہے جنیگی پھر اس وعدہ کے پورے ہو جانے کے بعد خدا نے ابراہام کو آزمایا اور اُسے حکم دیا کہ تو اپنے اکلوتے بیٹے کو جسے تو پیار کرتا ہے۔ اضحٰق کو لے اور سوختنی قربانی کے لئے چڑھا۔ اُف یہ کیسا خطرناک کام ہے جسے کرنے کو ہمارے بڑے باپ ابراہام سے فرمایا گیا۔ مگر نہیں ہم کیا پڑھتے ہیں کہ ابراہام نے ایمان سے اضحٰق کو قربانی کے لئے چڑھایا۔ کیونکہ وہ سمجھا کہ خدا مردوں میں سے بھی اُٹھانے پر قادر ہے عبرانیوں ۱۱: ۱۹۔ یہ سچ ہے کہ اکثر لوگ فریسیوں کی طرح بڑے بڑے بوجھ باندھتے ہیں۔ جنہیں خود نہیں

اُٹھا سکتے اوروں سے کہتے ہیں کہ انہیں اُٹھاؤ لیکن خود ایک اُنگلی تک کا سہارا نہیں دیتے۔ کیا خدا نے بھی ایسا ہی کیا؟ ہرگز نہیں۔ ہمارے عنوان میں یہ دکھایا گیا ہے کہ خود خدا نے جس نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ اپنے پلوٹھے یا اکلوتے بیٹے کو بھیج دیں۔ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا پس مقدسہ مریم بتولہ نے بھی اس حکم پر تسلیم خم کرکے آٹھویں روز اپنے پلوٹھے خدا کے اکلوتے کو ہیکل میں حاضر کیا۔

علی ہذا القیاس اس کا نقیب یوحنا اصطباغی بھی جو اپنے بوڑھے باپ زکریاہ اور الیسبات بانجھ کا اکلوتا تھا۔ ساری عمر خداوند کے لئے مخصوص ہو گیا جو چمڑے کا کمربند اور اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنتا تھا۔ اور ٹڈی اور جنگلی شہد پر بسر کرتا تھا۔ یہ الیشیائی رہبانی زندگی ہو اسی کو اہلِ ہند بہ تبدیل الفاظ سنیاست کہتے ہیں۔

اب سوال لازم آتا ہے کہ اگر خدا اپنے بیٹے کو اپنی گود میں رکھتا اور ہم کو بخش نہ دیتا اور مقدسہ مریم بھی خداوند کو نہ دے دیتی تو ہماری نجات کا انجام کیا ہوتا؟

جواب صاف ہے کہ کل دنیا تاریکی کے فرزند کے اقتدار میں رہ کر ہلاک ہو جاتی۔ کیا یہ سچ ہے اگر سچ ہے تو فرمایئے کہ یہ جو امریکہ اور یورپ کے دیندار اسی حکم کے تحت اپنے نہ صرف بیٹوں بلکہ بیٹیوں کو بھی اور نہ صرف یہی بلکہ پیٹ کاٹ کاٹ کر ایثار روپیہ بھی ہم ہندوستانیوں کو بخش دیتے ہیں۔ اگر ہم بھی اپنے بیٹوں کو اپنے ہی بھائیوں ہندوستانیوں کے لئے نہ بخش دیں تو یہ ہندوستان مسیح کے لئے کیونکر تسخیر کیا جا سکتا ہے۔

مجھے مسیحی بابت ۱۱ نومبر ۱۹۲۳ء میں یہ خبر پڑھ کر از حد مسرت ہوئی کہ پیارے بھائی ژنک اگروال خارجی جو ایس۔ پی۔ جی مشن رڑکی کے اس وقت منتری انچارج ہیں اُنہوں نے ایک آشرم اسی غرض سے جوالاپور حدود میونسپلٹی ہردوار میں کھولنے کا ارادہ کیا ہے۔

اے میرے پیارے ہندوستانی مسیحو بیدار ہو جاؤ اور اس بات پر کمربستہ ہو کہ ہم اپنے پہلوٹوں یا اکلوتوں کو ضرور حنہ کی طرح خداوند کے لئے اسی آشرم میں دینگے۔ یعنی خداوند کو بخش دینگے۔ تاکہ وہ ساری عمر چھوٹے سموایل کی طرح یہاں پرورش پاکر یوحنا اصطباغی کی رُوح میں اُس کے آگے آگے خداوند کی راہوں کو سیدھا بنا دیں۔

این دعا از من و از خلق خدا آمین باد

کیدار ناتھ مست سکینہ۔ گھنراجپوری

تجسمِ کلام

یوحنا رسول نے اپنی انجیل کے ۱:۱۴ میں ایک عظیم الشان حقیقت بیان فرمائی ہے جو تا ابد حیرت اور تعجب پیدا کرتی رہیگی۔ رسول فرماتا ہے کہ "کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔"

یہاں پر صرف یہی بات تعجب خیز اور حیرت انگیز نہیں ہے کہ کلام کے تجسم کا ذکر کیا گیا ہے۔ بلاشک یہ حقیقت بنی نوع انسان میں فی زمانہ ایک تعجب نہیں بلکہ لاکھوں تعجب پیدا کرتی آئی ہے۔ یہ ہمارے زمانے میں بھی تمام دنیا کو حیرت کا پتلا بنا رہی ہے تعجب و حیرت تجسم کلام میں یہ ہے کہ وہ جو خدا کے ساتھ تھا اور خدا تھا اور جس سے تمام عالم دیدنی و نادیدنی کی تمام اشیا نے جنم پایا۔ جو خود کل بنی نوع انسان کا نور تھا وہ جسم انسانی میں اور ایک انسانی شخصیت میں ظاہر ہوا۔ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تعجب و حیرت اسبات میں ہے کہ اُس کے تجسم کے دنوں میں ہماری مین پر لوگوں نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا کہ باپ کے اکلوتے کا جلال ہوتا ہے۔ اُنہوں نے اسے فضل و سچائی سے معمور پایا۔ ناظرین تجسم کلام کی بابت آپ کا کیا تجربہ ہے؟

نجات دینے والا

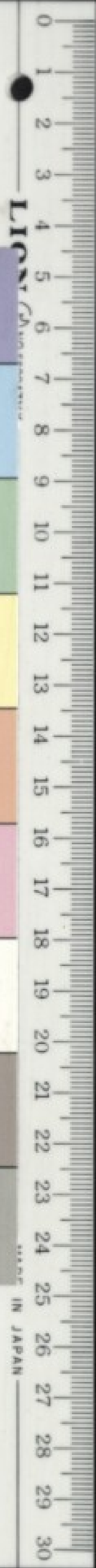
وہ بیٹا جنیگی اور تو اُس کا یسوع رکھنا۔ کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو اُنکے گناہوں سے نجات دیگا۔ متی ۱:۲۱
اور اس کا نام یسوع رکھا۔ متی ۱:۲۵

جو بچہ دنیا میں پیدا ہوتا ہے وہ لاریب خدا کی بڑی بخشش ہوتا ہے۔ بچہ سے بڑھ کر دنیا کی کوئی نعمت بڑی نہیں ہے۔ ہر ایک بچہ خدا کی بڑی نعمت ہوتا ہے۔

عموماً والدین بھی ایسا سمجھتے آئے ہیں۔ وہ بچوں کی قدر و منزلت کا اظہار دیگر باتوں کو چھوڑ کر اُن کے ناموں سے بھی کرتے آئے ہیں۔ جو والدین اپنے بچوں کی زیادہ قدر و قیمت سمجھنے والے ہوتے ہیں وہ اپنے بچوں کے عمدہ نام رکھتے آئے ہیں۔ بے سمجھ والدین بچوں کے بے معنی یا خراب معنوں کے نام رکھتے آئے ہیں۔ نام بچوں کی اس قدر و قیمت کے اظہار میں جو والدین کی نگاہ میں اُنکی سمجھی رہی ہے۔

موجودہ پشت میں اگر مسیحی بچوں کے ناموں پر غور کیا جائے تو اُن کی بابت یہ بات بخوبی معلوم ہو جائیگی کہ سمجھدار والدین نے اپنے بچوں کے بڑے بڑے نام رکھے ہوئے ہیں۔ بائبل کے بزرگوں کے نام اور بڑے بڑے مشہور انگریزوں کے نام مسلمانوں اور ہندوؤں کے بڑے بڑے بزرگوں کے نام رکھے ہوئے ہیں اُنہوں نے ان ناموں سے بچوں کی قدر و قیمت ہی ظاہر کی ہے۔ حضرت مریم کو بھی خدا نے ایک بیٹا بخشا۔ یہ بیٹا بھی خدا کی بڑی بخشش تھا بلکہ یہ بیٹا ایک اعتبار سے لاثانی بخشش تھا جب خدا نے حضرت مریم کو بیٹا دینے کا





وعدہ کیا تھا۔ اسی نے اس بیٹے کو ایک نام بھی دیدیا تھا اور جیسا بڑا مریم کا بیٹا تھا اُتنا بڑا خدا نے اُس کو نام بھی دے دیا تھا۔ اور وہ نام یسوع تھا۔

والدین تو عام طور سے بچوں کے نام چننے میں غلطی کرتے آئے ہیں وہ اپنے اندھے بچوں کا نام نورالدین اور شمس الدین رکھتے آئے ہیں۔ یا اُن کو ایسے نام دیتے آئے ہیں جو ہستی کی عین ضد نکلتے رہے ہیں۔ پر حضرت مریم کے بیٹے کا جس نے نام چنا تھا وہ انسانی غلطی سے بالکل پاک و منزہ تھا وہ خدا تھا جس نے حضرت مریم کے بیٹے کا نام تجویز کیا تھا۔ وہ نہ نام چننے میں غلطی کر سکتا تھا نہ غلطی سے بے معنی نام کسی کو دے سکتا تھا۔ اُس نے حضرت مریم کے اکلوتے بیٹے کا جو نام رکھا وہ بچہ بھی حقیقت میں اس نام کے لائق تھا۔ وہ اپنے لوگوں کو ضرور نجات دینے والا تھا۔ خدا جھوٹ نہیں بولتا۔

اول اس بات پر سوچو کہ جس نے حضرت مریم کے بیٹے کا نام چنا اور تجویز کیا وہ بہت بڑی ہستی ہے جو کبھی سہو و خطا نہیں کر سکتی۔

دوم۔ اس بات پر بھی غور کرو کہ حضرت مریم کے بیٹے کا جو نام تجویز کیا تھا وہ بہت بڑا نام ہے اُس کے معانی میں انتہائی فضیلت پائی جاتی ہے وہ خصوصیت و فضیلت نجات دینے کی ہے۔

سوم۔ اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ وہ شخص بھی بہت بڑا ہے جس کا نام یسوع تجویز ہوا تھا وہ اندیکھے خدا کی صورت اور اُس کی ماہیت کا نقش ہے۔

چہارم۔ یہ بات بھی بھولنے کی نہیں کہ حضرت مریم کے بیٹے کا کام بھی عظیم الشان تجویز کیا گیا تھا۔ اُس کا کام یہ تبلایا گیا تھا کہ وہ اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دیگا۔ پس ہم اُس کی بابت یہ بھی پڑھتے ہیں۔ کہ اُس کے والدین نے اُس کا نام یسوع رکھا۔

پس ہم اپنے خداوند کے جنم دن کی خوشی کرتے ہوئے اس بات کو نہیں بھول سکتے کہ اُس کا نام گنہگاروں کو نجات دینے کے لئے تھا ہم جنہوں نے یسوع مسیح کے وسیلے سے نجات حاصل کر لی ہے۔ آج کے دن جتنی خوشی کریں اُتنی کم ہے۔ مگر جو لوگ مسیحی ہونے پر بھی آجتک گناہوں میں غرق ہیں۔ ان کے لئے بجائے خوشیاں کرنے کے ماتم کرنا اور اُسے قبول کر کے نجات پانا زیادہ ضروری ہے کیونکہ اُنہوں نے آجتک خدا کی عظیم الشان بخشش کو قبول نہیں کیا ہے۔ وہ آجتک خدا کے بیٹے کی تشریف آوری کے مقصد کو رد کر رہے ہیں۔ ایسے اصحاب کو یسوع مسیح کے جنم دن کی خوشی میں حصہ مل نہیں سکتا ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ اگرچہ ہر ایک بچہ خدا کی بخشش ہوتا ہے پر یہ بخشش بے نام ہوتی ہے۔ والدین خود اُن کے نام رکھتے ہیں۔ چاہئے کہ والدین اپنے بچوں کے ایسے نام رکھیں جن سے اُن کا قیمتی ہونا ظاہر ہو۔ پر خداوند یسوع مسیح خدا کی اس اعتبار سے بڑی بخشش تھا۔ کہ وہ نہ صرف اعلیٰ اور افضل نام والا تھا بلکہ اُس کا نام اُس کے آسمانی باپ کا تجویز کردہ تھا۔ جس میں یسوع مسیح کی زندگی کے کام اور زندگی کے مقصد کے معنے پوشیدہ تھے۔ ان لوگوں کا شمار کرو جن کو ابن اللہ تا حال نجات دے چکا ہے۔ پس ہماری خوشی کا باعث صرف یہ بات نہیں ہونا چاہئے کہ خداوند یسوع مسیح دنیا میں پیدا ہوا ہے بلکہ یہ بات بھی ہونا چاہئے کہ ہم خود یسوع کے ہو گئے ہیں۔

کرسمس ڈے اور رُوحانی خوشی

ہماری خوشی جسمانی نہیں ہم اپنی ذہنی تعلّی کی باتیں نہیں بناتے اور طرز عبارت کی رنگینی دکھانا نہیں چاہتے ہم اپنی رُوح سے مجسم خدا پر نظر کر کے اُسے سجدہ کرنے کو جھکتے ہیں۔ اور یوں اپنی خوشی کی امنگ کلام اللہ کی بنا پر ظاہر کرتے ہیں۔

عالم بالا کی آسمانی فوج کے ساتھ۔ خدا کو آسمان پر تعریف اور زمین پر سلامتی اور آدمیوں سے رضامندی ہووے۔ باواز بلند پکارتے ہیں اور میدان کے گڈریوں کے ساتھ بالاتفاق ایک بڑی خوشی کی خبر ہاں زمین کی تمام خوشیوں سے **ایک بڑی خوشی** کی خبر جو اُنہوں نے عالم بالا سے فرشتہ کے منہ سے پائی تمام زمین کے باشندوں کو سناتے ہیں۔ کہ **داؤد کے شہر** بیت اللحم **میں آج تمہارے لئے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا وہ مسیح خداوند ہے۔**

آج مشرق سے سورج دلہا کی مانند خلوت خانہ سے نکل آویگا اور پہلوان کی طرح میدان میں دوڑنے سے خوش ہوگا۔ کیونکہ وہ جس کی مرضی کو سارے اجرام فلکی بجا لاتے ہیں گویا ننانوے کو چھوڑ کے اس کھوئی ہوئی بھیڑ کی مانند بھٹکتی ہوئی زمین کو ڈھونڈنے والا آگیا ہے تا کہ اپنی مرضی کو زمین پر پورا کرے اور کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈ کے اور بچا دے۔ کیونکہ وہ جس کے حق میں لکھا تھا کہ "خدا ہی آویگا اور تمہیں بچا دیگا۔ اُس وقت اندھوں کی آنکھیں وا کی جائینگی۔ اور بہروں کے کان کھولے جائینگے" وہی نجات دینے والا خدا آگیا ہے آج انسانی سلسلہ کی بگڑی ہوئی صورت کو درست کرنے والے نے انسان کی ابتدائی پاک حالت بچہ کی صورت میں اختیار کر لی ہے

اب اے بیت اللحم یہوداہ کی سرزمین آج اپنے تئیں حقیر نہ جان۔ کیونکہ وہ جس کا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے تھا۔ یہاں پیدا ہوا ہے۔

چرنی میں جو ہے موجود۔ سارے جہان کا ہے معبود

اور اے بگڑی اور گناہ میں گری ہوئی اور دہشت ادبار میں بھٹکتی ہوئی انسانی حالت آج نہایت خوش و خرم اور شادمان ہو۔ کیونکہ عمانوایل جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ۔ وہ خود انسانی ذات کا متحمل ہوا ہے تا کہ خدا باپ کو ہم سے ملائے۔ دیکھو اب قبولیت کا وقت ہے اور اب نجات کا دن ہے۔ آج دسمبر کے سارے

ُوہات اپاندازوں کے مقابل کافور ہوگئے۔ کیونکہ بزرگان
سلف گذرے زمانہ میں اگرچہ انہیں دیکھنے کو گویا دیکھ دیکھ کے
مضبوط بنے رہے۔ مگر اب فی الواقعہ انہیں انسانی آنکھوں
نے اس زندگی کو دیکھ لیا اور زندہ حواس کی گواہی موجود
ہوگئی ہے کہ "جسے ہم نے سُنا اور اپنی آنکھوں سے
دیکھا اور تاک رکھا اور ہمارے ہاتھوں نے چھُوا کیونکہ
وہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اُسے دیکھا" اور کلام مجسم
ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہو کے ہمارے درمیان
رہا۔ اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے
اکلوتے کا جلال۔

نہ صرف قوم بنی اسرائیل کی مصیبت کے وقت یہ
آرزو تھی کہ کاشکہ تو آسمانوں کو پھاڑے اور زمین پر
اُتر آوے۔ بلکہ کُل انسان کی یہ تمنا جو مرکوز فی الروح
چلی آئی تھی کہ انہیں آنکھوں سے خدا کو دیکھیں اور اپنے
رُوح کی سیری حاصل کریں سو بالکل پوری ہوئی۔

دسواب اے ہند ذرا اپنے راجاؤں سے اپنی
توجہ بیت اللحم کے بچہ پر بند دل فرما اور اے روم
و یونان اپنے پہلوانوں اور قدیم قیاصر کی پرستش کا
خیال ذرا ہٹا کے اس چرنی کے بچہ پر نگاہ کر) اور وہ
جو اگلے زمانہ میں اپنی قدرت کے معجزانہ ظہور سے اور
اپنی شبیہہ کی نمود سے گویا اُتر آیا اور پہاڑ اس کے حضور
کانپ گئے۔ آج اُسی کے حق میں ہم یسعیاہ نبی کے ہمزبان
ہو کر پکار سکتے ہیں۔ اور بچشم بصیرت مجسم خدا پر نظر
کر کے کہہ سکتے ہیں کہ ابتدا سے کسی نے نہ سُنا نہ
کسی کے کانوں تک پہنچا اور نہ کسی خدا کو تیرے سوا
آنکھوں سے دیکھا جو اپنے انتظار کھینچنے والوں سے
ایسا کچھ کرے۔ خدا کو کسی نے کبھی نہ دیکھا۔ اکلوتا بیٹا
جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے بتلا دیا (انہوں نے
اپنی آنکھ اُٹھا کر یسوع کے سوا اور کسی کو نہ دیکھا)
کیونکہ وہ آسمان سے اُتر آیا اور روح القدس کی قدرت
سے کنواری مریم سے مجسم ہوا اور انسان بنا۔

اے عزیزو اب آؤ کہ ہم گڈریوں کے ساتھ اُس
کے حضور جُھکیں اور اُسے سجدہ کریں اور مجوسیوں کے
ساتھ ہو کر اپنے دل کی جھولیاں کھول دیں اور خدا باپ
کا اُس کی بڑی محبت اور بخشش کے لئے شکر بجا لاویں
کیونکہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا
تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے۔ ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ
کی زندگی پاوے"۔

"اور جب پلوٹھے کو دنیا میں پھر لایا تو کہا کہ خدا کے
سب فرشتے اُس کو سجدہ کریں"۔

آج اولاد کے لئے ترستی ہوئی جانوں کو یاد دو کہ
بی بی سارہ اور حنہ اور منوحہ کی جورو کو جو لڑکے اضحاق
اور سیموئیل اور سمسون علامت کے طور پر عطا ہوئے تھے
انکا حقیقی مطلوب اور روحانی مقصود یہی لڑکا تھا جس کے
حق میں روحانی گونج پیشتر سے روحوں میں گونج رہی تھی
کہ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوتا اور ہم کو ایک بیٹا
بخشا گیا اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ
اس نام سے کہلاتا ہے عجیب۔ مشیر۔ خدائے قادر
ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شاہزادہ۔

بانکہ خوجہ بھی نہ کہے کہ دیکھو میں سوکھا درخت ہوں
کیونکہ خداوند نے اُنہیں ایک نشان اور ایک نام جو
بیٹوں اور بیٹیوں کے نام سے افضل ہے (یعنی مسیحی
نام) بخشا ہے۔

جنہوں نے اپنے لڑکے رہا کیونکہ اُس کے پاس
جانے سے نہ روکا وہ بھی تسلی پذیر ہوں۔ کیونکہ آسمان
کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے اور وہ وہاں خوشی
منا رہے ہیں۔ وہ کبھی کھوئے نہیں جا سکتے اور ماں
باپ کی حفاظت کی نسبت زیادہ بہتر حفاظت
اور خوشی میں ہیں۔

جن کے بزرگ اور عزیز و اقارب اس جہان سے
رحلت کر گئے وہ سلامتی میں پہنچ گئے۔ کیونکہ بزرگ
شمعون نے خدا کی نجات کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھا لیا
اور سلامتی سے رخصت ہوا۔

پس آج بھی یہ کہنا برحق ہے کہ " لو یہ ہمارا خدا
ہے۔ ہم اُس کی راہ تکتے تھے اور اُسی نے ہمیں بچایا۔
یہ خداوند ہے۔ ہم اُس کی انتظاری میں تھے۔ ہم اُس
کی نجات سے خوش و خرم ہوونگے" آمین

گنز رین۔ میر عالم چاک ۴۶۲۔

خبریں

لاہور پولیس نے بم و بم بنانے کے سامان کے متعلق
منجملہ دفتر "مسلم اوٹ لک" ۱۵ مکانات کی تلاشی لی۔
ملا کچھ نہیں۔

مولوی عبدالحق مالک "مسلم اوٹ لک" کے پرائیوٹ
مکان کی بھی تلاشی لی گئی۔ پولیس نے چار کاغذات
قبضہ میں کر لئے۔

جب وائسرائے کلکتہ سے واپس تشریف لائینگے
تو وہ دہلی میں ڈاکٹر سپرو کو الوداعی دعوت دینگے۔ جو
گورنر جنرل کی انتظامی کونسل کے مشیر قانون کے
عہدے سے سبکدوش ہونے والے ہیں۔

رسول آباد ریلوے سٹیشن واقع ضلع الہ آباد
میں ایک مسافر اور مالگاڑی کا تصادم ہوگیا دو مختلف
سمتوں سے آرہی تھیں۔

سیکنڈ کلاس کے کمرہ میں دو لیڈیاں ہلاک ایک
لیڈی و ایک یوروپین مجروح و چھ ہندوستانی
مسافر زخمی ہوئے۔ افسوس۔

مدراس گورنمنٹ جلد ایک کمیٹی مقرر کرنے والی ہے
جو کہ انتظامیہ و عدالتی محکموں کی علیحدگی کے متعلق تجاویز
پیش کرے گی۔

گلشنِ داؤد کا پھول

ازقلم میر کریم الدین برق منشی فاضل ۔ گوجرہ ۔ ضلع لائلپور

وہ پھول جس کی نکہت ہے نرالی
نزاکت میں جس نے نئی شان ہے نکالی

وہ پھول جس کی رنگت ہے دل آرا
گلشنِ داؤد میں ہوا جلوہ پیرا

وہ پھول جو الہٰی جلال سے بھرا ہے
شبنمِ روحِ قدس سے ہرا ہے

راہِ حق ہے اور معظم ہستی
کلامِ مجسم سے معمور جس کی بستی

اک جہان ہوا محوِ حیرتِ دیدار
زندگی کے بھرے جس میں لاکھ اسرار

نبیوں نے دیا تھا جس کا پیغام
اک دوشیزہ کی گود میں پڑا ہے آرام

ابنِ مریم بنا ہے ۔ دیکھو تو
فرشتے بھی چومنے آئے ہیں اس کو

برق جس کا نور تھا ہر طرف چھایا
گڈریوں نے تھا اُس کا جنگل میں گُل گایا

مبارک بادیِ عید ۔ توصیفِ تولید

خوشی لاانتہا کی عید یہ آئی مبارک ہو
توقع مخلصی کی آج بر آئی مبارک ہو

کروں گر میں بیاں اس کا رہیں انسان حیرت میں
پڑا چرنی میں ہے خالقِ حیات آئی مبارک ہو

یہ دیکھو شان منجی کی غریبی میں ہوا ظاہر
رسائی تا خدا انسان نے اب پائی مبارک ہو

کیا دیدارِ پشتِ حق کا صرف اک بار موسیٰ نے
کروں چرنی میں اب درشن سراپائی مبارک ہو

مناظر میں عجب پُر لطف کیا ارض و سما او پہ
زباں قاصر بیاں میں ہے بہار آئی مبارک ہو

میں ششکر ہوگیا بے خود ملائک کی ثنا خوانی
کہ ساز و راگ دلکش ہو نجات آئی مبارک ہو

زمیں تو پیہ ہے گویا نئی سبزی نئے گُل ہیں
نئے ساماں ہوئے گھر بار آرائی مبارک ہو

نظارے عرش کے دیکھوں زمیں پہ یا نظر ڈالوں
کروں دیدار بس اُس کا یہ یاد آئی مبارک ہو

تری تقدیر جاگی ہے بھلا ساجد بتا کیونکر؟
رہائی دامِ شیطاں سے صفا پائی مبارک ہو

گیت پنجابی

مصنفہ سائیں محبوب مسیح خلف مفتیِ پنجاب سائیں عاشق اللہ صاحب

راگ پہاڑی ۔ تال تکشا

کورس ۔ واہ واہ جی ساڈے بھے آپ خداوند جایا

(۱) گھر مریم دے پیدا ہویا عیسےٰ نام رکھایا
دھن دھن دھن دھن دوت پکارن سرے تنکوں جایا (کورس)

(۲) مجوسی پورب وتوں آئے تارے راہ دکھلایا
کھول کے ڈبے دیئے نذرانے سونا بھینٹ چڑھایا (کورس)

(۳) داؤد نگر وچ مکتی آئی دوتاں شور مچایا
وچ آسماناں تے زمینیں گیت صلح دا گایا (کورس)

(۴) چلو ستیو رل دیکھن چلئے اج رب کرم کمایا
اج تخت بادشاہی چھڈ کے گھرلی ڈیرہ پایا (کورس)

(۵) پاک خدا دے بیٹے نے ہن پاپ اساڈا چایا
سب قوماں وچ دیو دہائی جس نے محبوب بچایا (کورس)

قصیدہ

دربیانِ پیدائش خداوند یسوع مسیح

مصنفہ جناب پادری بی گارڈز صاحب صبر از بلہور ضلع کانپور

آج معمول سے بڑھ کر ہے جہاں کا عالم
خوشی ہر حسرت زیادہ ہے الم ہر سو کم

سرو آزاد تھا پر آج ہے قمری آزاد
باغِ عالم کا عجب رنگ عجب ہے عالم

چہچہے کرتے ہیں مرغانِ گلستان ہر سو
قابلِ دید ہے گلشن کا نظارہ اس دم

ہے نہ صیاد کا ڈر اور نہ گلچیں کا خطر
خوبیِ بخت سے دونوں گُل و بلبل ہیں بہم

اے دلِ آرائشِ گلشن کا بیاں ہو کیونکر
فرطِ فرحت سے نہیں ہاتھ کے قابو میں قلم

باغ آراستہ گلشن ہے شگفتہ ہر سو
کس کے آنے کی خوشی آج ہے کس کا مقدم

لو سنو مژدۂ جاں بخش خوشی کا باعث
شکلِ انساں میں ہوا آج خدائے عالم

شکر صد شکر وہی روزِ سعید آپہنچا
منحصر جس پہ تھی اے صبر نجاتِ عالم

آج اُس طفل کے آنے کی خوشی ہے سب کو
جس کے دیدار کے مشتاق تھے حوا آدم

وعدۂ حق کے مطابق اُسی ساعت اُسی جا
فضلِ خالق سے ہویدا ہوا شاہِ عالم

شکلِ انسان بنا تخت جلالی چھوڑا
حالِ زار اپنے کس درجہ ہے عیسیٰ کا کرم

آسماں پر تو فرشتے ہیں زمیں پر ہم سب
تیری آمد کی خوشی کرتے ہیں اے شاہِ امم

آرزو تھی رُخِ انور کی زیارت کرتے
آج تک گذرے ہیں جتنے کہ نبیٔ اکرم

ہوگیا آزادیٔ دنیا کا وسیلہ ظاہر
یہی کیا روز ہے مقبول و مقدس ہمدم

آکے جبریلِ امیں نے پیرِ تسلیم کہا
ہو مبارک تجھے فرزندِ مقدس مریم

ابنِ حق ہے وہ حقیقت میں طریقت میں بشر
ابن کے فرزندِ خدا پھر بھی ہے ابنِ آدم

بخش دے ان دیں جس جس کو وہ چاہے جو کچھ
قبضۂ قدرتِ اقدس میں ہے سارا عالم

صبر کی عرض خدا وند جہاں سے یہ ہے۔
اور یہ عجز تیری عنایت کے نہیں ہے ممکن
جب تلک باغ میں گُل گُل میں ہو خوشبو موجود

راہ حق سے کسی جانب نہ پھرے اس کا قدم
کاش مہندول ہوں مجھ پر تیری بخشش و کرم
برکتیں ساتھ نہ چھوڑیں مرا تیری اک دم

سر کو اسی صبر دعا سے نہ اُٹھا ہرگز
جب تک آمین کی آواز نہ آئے پیہم۔

عیدِ تولد

باغ جہاں ہے آج یہ باغ ارم بنا   یہ گلشن جناں سے بھلا کیا ہے کم بنا
ہر گُل ہے آج کیسا رنگیلا صنم بنا   بلبل کا راگ شبنم عشرت سے نم بنا
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں نجات کی

یہ دیکھ ایسا محو کسے آفتاب ہے۔   آتا نہیں جو ماہ یہ کس سے حجاب ہے
ہر اک ستارہ جھانکتا کس کی نقاب ہو   کھلنے کو کس کا چہرۂ اعلیٰ جناب ہے۔
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں نجات کی۔

ہے کس کے شوقِ دید میں مستانہ آسماں   کس کا زمیں کو ذوقِ قدمبوس ہے ہر آں
قدرت نے حسن دیکھا ہے کس کا یہ بیگیاں   پُھولی نہیں سماتی ہے ایسی ہے شادماں
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں نجات کی۔

رنگِ نجات کیسا جھلکتا ہے چار سو   پھیل ہوئی شفا کی یکیسی ہے مشکبو
دُنیا بہشت بن گئی بس آج ہو بہو   اسکو وہ آج مل گیا جس کی تھی جستجو
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں نجات کی۔

سارے ملائک اور مقدس ہیں گا رہے   حمدِ خدا میں نغمۂ شیریں ملا رہے
ہیں آسماں سے دیکھو فرشتے بھی آرہے   مژدہ خوشی کا سارے جہاں کو سُنا رہے
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں بہار کی

بیت اللحم کو جاتے گڈرئے ہیں آج کیوں   ہدیہ ثنا کے لاتے گڈرئے ہیں آج کیوں
حمدِ خدا یہ گاتے گڈرئے ہیں آج کیوں   پھُولے نہیں سماتے گڈرئے ہیں آج کیوں
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں نجات کی

بیت اللحم پہ نکلا ستارہ نیا ہے آج   دنیا کا حال ہو گیا سارا نیا ہے آج
شاخ یسی پہ پھولا ہزارہ نیا ہے آج   تعریفِ رب میں راگ ہمارا نیا ہو آج
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں نجات کی

کہتے ہیں لوگ آج وہ روزِ سعید ہے۔   مدت سے دل کو دنیا کے جس کی امید ہو
ایسی خوشی کی دید کہیں نہ شنید ہے   گرجوں کے گھنٹے کہتے بڑے دن کی عید ہے
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں حیات کی

پیدا ہوا جہان میں جانِ جہان ہے   قدرت ہے وہ خدا کی یہوواہ کی شان ہے
منجی وہ کل جہان کا بس بے گمان ہے   شاہِ جلال مالکِ کون و مکان ہے
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں بہار کی

شاداں مسیحی پھرتے ہیں کیسے یہ چار سو   کرتے ہیں شاد دل بھی آپس میں گفتگو
کرشیک ہینڈ کہتے ہیں اپنی ہے آرزو   ہیپی کرسمس ہووے یہ مائی ڈیر ٹو یو
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں نجات کی

سب ملکے آج گرجوں کو جاؤ مسیحیو   حمدِ خدا میں راگ ملاؤ مسیحیو
سجدہ کرو خدا کو تو گاؤ مسیحیو   آزاد آج عید مناؤ مسیحیو۔
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں نجات کی

تیرے لئے نجات کا دنیا پیام ہے۔   صد شکر رب وہ ساتھ ہمارے مدام ہے
عمانوئیل شاہِ جہاں اُس کا نام ہے۔   بیت اللحم میں آج بڑے دن کی شام ہے
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں نجات کی۔

تم سب کو مومنان مبارک یہ عید ہو   سب بولو اِک زبان مبارک یہ عید ہو
آمین اے جہان مبارک یہ عید ہو   **شیدا** ہمیں ہر آن مبارک یہ عید ہو
بادِ صبا سے آتی ہے خوشبو حیات کی۔
ابرِ کرم گراتا ہے بوندیں نجات کی

خاکسار:- آئی۔ ٹی۔ آر شیدا از اجمیر

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نورافشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔